© rasailojaraid.com

اس کے بگاڑ کے سدِ باب کی اجتماعی کوشش کم از کم ہمارے ماضی قریب کے زوال پذیر تصوّف میں کہیں نظر نہیں آتی۔

اس کے برعکس زیرِ تبصرہ کتاب میں کشف و کرامات اور اصلاحِ ذات سے متعلق مباحث تو خیر اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ، تجدیدِ دین اور تحریک و عمل پیدا کرنے والی بھی کچھ چیزیں نظر آتی ہیں مزید برآں اس کے مطالعہ سے آدمی کو زندگی کے ظاہری و باطنی پہلوؤں کی اصلاح کے لیے اتباعِ اسوۂ محمدی کی نہایت زوردار ترغیب ملتی ہے اور ہماری رائے میں اس کتاب کا یہی سب سے زیادہ مفید پہلو ہے۔

مؤلف کا اندازِ تحریر سلجھا ہوا ہے ان میں کوئی روحانی غرور، احساس برتری اور ادعا پسندی کے آثار نظر نہیں آتے۔ اور نہ تصوف سے کورے حضرات کی انہوں نے کہیں خبر ہی لی ہے۔ ہماری رائے میں اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

کتاب میں بعض جگہ اندازِ بیان محتاط نہیں رہا مثلاً سلوک محمدی پر عمل کرنے والوں کا روحانی ارتقا بتاتے ہوئے فاضل مؤلف نے ایک ترکیب اتصال باللہ کی بھی استعمال کی ہے۔ جس میں ذہن فوری طور پر کسی چیز کے ذاتِ حق سے متصل اور ملحق ہو جانے کا تاثر قائم کرتا ہے جو بجائے خود ٹھیک نہیں ہے۔ اگرچہ اس ضمنی عنوان کی تشریح کرتے ہوئے مصنف نے قاری کے اس اوّلین تاثر کو قائم نہیں رہنے دیا۔ ایسے ہی کچھ مقامات اور بھی ہیں جو اصلاح طلب ہیں۔

کتابت کی غلطیاں بھی کہیں کہیں رہ گئی ہیں۔ ایک جگہ (صفحہ ۵۰) حزب اللہ کو مذب اللہ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح کلمہ طیبہ لا الٰہ الا محمد الرسول اللہ نظر آتا ہے (صفحہ ۵۹) ۔ المحب لمن یحب مطیع کے لمن کو لَنْ میں تبدیل کر کے مفہوم کچھ کا کچھ بنا دیا گیا ہے صفحہ ۹۱۔

علم تفسیر اور مفسرین مؤلف ڈاکٹر رشید احمد جالندھری - ناشر المکتبۃ العلمیہ ۱۵۔ لیک روڈ لاہور۔ طباعت ٹائپ - سفید کاغذ کے ۱۱۰ صفحات - قیمت درج نہیں۔

زیرِ نظر کتابچہ دراصل ایک مقالہ ہے جسے ڈاکٹر رشید احمد صاحب نے انگریزی میں لکھا اور محمد سرور صاحب مدیر المعارف لاہور نے اسے اُردو میں منتقل کیا۔ اس میں تفسیر بالروایت، تفسیر بالرائے اور صوفیانہ تفسیر کا جائزہ لیا گیا ہے جو پانچویں صدی ہجری تک کے تفسیری کام پر مشتمل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہم نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ محترم مؤلف کی نظر میں نہ تو تفسیر بالروایت ہی صحیح تفسیر ہے اور نہ تفسیر بالرائے کو ہی صحت مند تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں۔

"یہی وہ زمانہ (صدر اول کا آخری دور) ہے جس میں قرآن کی تفسیر کے متعلق دو غیر صحت مندانہ اور ایک دوسرے کے مدمقابل طریقے بروئے کار آئے۔ ان میں سے ایک متکلمین کا اور دوسرا اصحاب الروایت کا طریقہ تھا۔"

جہاں تک صحت مند طریقہ تفسیر کا تعلق ہے اس کے متعلق مؤلف نے امام سیوطی کے حوالے سے یہ بات درج کی ہے کہ علماء کے نزدیک جو شخص قرآن کا صحیح مفہوم معلوم کرنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے اس کی تلاش خود قرآن ہی کے صفحات میں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ قرآن ایک جگہ کسی چیز کا اجمالی طور پہ ذکر کرتا ہے تو دوسری جگہ اس کی مزید تفصیل بیان کر دیتا ہے ... یہ بات بجائے خود ٹھیک ہے مگر محقق علماء نے اس کے ساتھ جو بات بالاتفاق کہی؟ وہ یہ ہے کہ اگر قرآن میں کسی اجمال کی تفصیل نہ ملے تو سنت رسول کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس کے بعد اقوال صحابہ دیکھے جائیں۔ اس کے بعد قرآن و سنت اور اقوال صحابہ کی روشنی میں ایسا مفہوم اخذ کرنے کی کوشش کی جائے جو لغت عرب اور زمانۂ نزول قرآن سے زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ ہو ___ مگر اس طریقۂ تفسیر کو جناب مؤلف نے تفسیر بالروایت کے زمرہ میں لا کر غیر صحت مند قرار دے دیا ہے اور اپنے اس موقف کی تائید میں قدیم لٹریچر سے انہوں نے رطب و یابس کافی مواد جمع کر دیا ہے جسے دیکھ کر آدمی کا تفسیر کے معاملے میں کم از کم صحابہ و تابعین سے تو اعتماد اٹھ جاتا ہے ___ اس کے بعد ان کو بلحاظ تفسیر کوئی چیز اگر اطمینان بخش نظر آتی ہے تو وہ صوفیانہ تفسیر ہے اس کی مثالیں جو موصوف نے بیان کی ہیں ان میں سے آپ بھی چند ایک سنیں۔ ویقیمون الصلوٰۃ سے مراد روح کی نماز ہے۔ والنجم اذا ھویٰ۔ قسم ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب آپ واپس آئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دفعہ خدا سے پوچھا کہ وہ کہاں مکین ہے تو خدا کا جواب تھا ایک ٹوٹے ہوئے دل میں ___ بہشت کے ہر درخت کے پتے پہ آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

صحابہ سے جو تفسیر منقول ہے اس کے لیے فاضل مؤلف نے راویوں کی خوب خوب چھان بین کی ہے۔ مگر صوفیاء کی مذکورہ بالا اور اسی قسم کی دیگر تفاسیر کے لیے کسی اصول روایت و درایت کا موصوف کو خیال نہیں آیا اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس آزادی فکر کے ساتھ وہ قرآن کو سمجھنا اور سمجھانا چاہتے ہیں اسی کے لیے صوفیاء کی ایسی رمز و اشارات پہ مبنی تفاسیر اچھی مثال ہیں جبکہ سنت اور اقوال صحابہؓ آدمی کو کچھ پابند کر دیتے ہیں اور قرآن فہمی کے نام سے ان کا غزال فکر آزادانہ چوکڑیاں نہیں بھر سکتا۔

© rasailojaraid.com